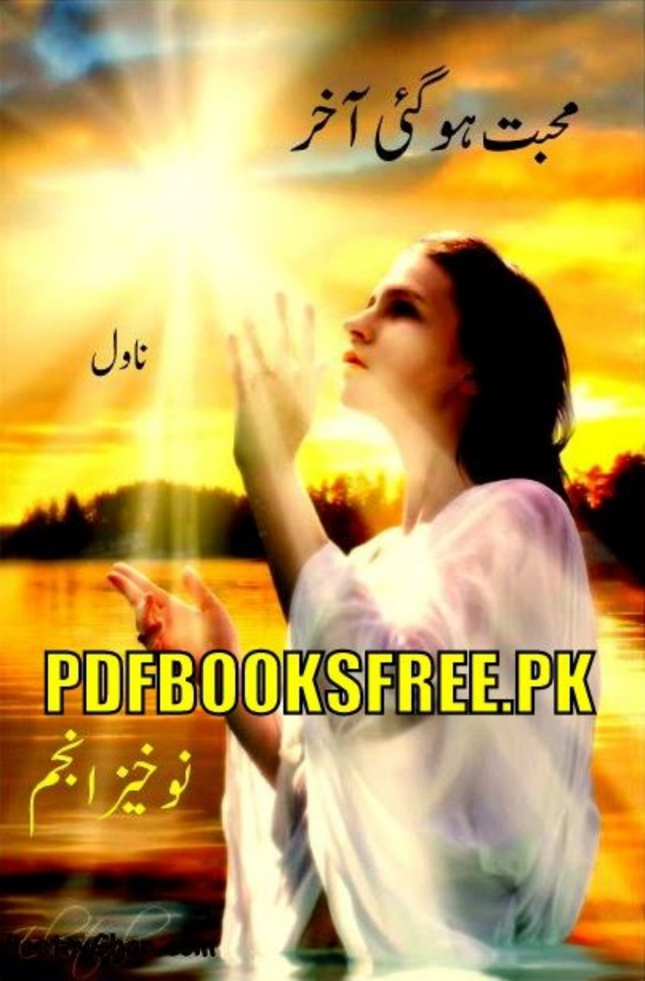
محبت ہو گئی آخر
ناول
PDFBOOKSFREE.PK
نوخیز انجم

محبت ہو گئی آخر..........نوخیز انجم

"مجھے چھوڑو...... یہ کیا بے ہودگی ہے، میکال حسن"۔ وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے چیخ اٹھی، وہ عید کی شاپنگ کرنے کے لیے انشاء کے ساتھ بازار جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی کہ وہ اچانک دھڑ سے بغیر دروازہ کھٹکھٹائے اندر داخل ہوا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کرتے ہوئے شرارے برساتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اگر شاپنگ کے لیے جانا تھا تو مجھ سے کہا ہوتا، میں مر تو نہیں گیا تھا جو تم نے اس چھپے عدیل سے لفٹ مانگی"۔ وہ اس کا سوال نظر انداز کر کے مسلسل اس کے نازک کندھوں پر اپنے آہنی ہاتھ مضبوطی سے جمائے چبا چبا کر بولا تو زرش نواز کا غصہ بھی حسب عادت آسمان کو چھونے لگا۔

"جس طرح تم میرے تایا کے بیٹے ہو اسی طرح عدیل بھی میرے تایا کا بیٹا ہے...... اور پھر تم ہوتے کون ہو مجھ سے یوں باز پرس کرنے والے......؟ ہٹاؤ ہاتھ۔" وہ اس کا ہاتھ ہٹانے کی سعی کرنے لگی جو اور بھی زیادہ مضبوطی سے جم چکے تھے۔

"میں جو کچھ بھی ہوں لیکن تم اچھی طرح جانتی ہو، مجھے تمہارا کسی بھی دوسرے لڑکے کے ساتھ کہیں بھی جانا پسند نہیں۔"

"میں تمہاری پسند یا ناپسند کی پابند نہیں ہوں میکال حسن تم آخر سمجھ کیوں نہیں لیتے کہ تم میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔"

"لیکن...... تم میرے لیے بہت خاص ہو...... ہر قیمتی شئے اور ہر عزیز ترین ہستی سے بھی بڑھ کر اور میں اپنی قیمتی چیزوں کی حفاظت خوب اچھے طریقے سے کرنا جانتا ہوں۔" زرش نواز کی بات نے کوئی اس کے دل میں کہیں چھید تو کیا تھا لیکن وہ سنبھل کر اپنی بات اس پر واضح کر گیا تو زرش نواز نے نخوت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے لیے قیمتی ہو سکتی ہوں میکال حسن کیونکہ میں قیمتی ہوں، لیکن تم تو کم از کم میرے لیے صرف اور صرف راستے کا پتھر ہو۔"

"تم میری اور میری محبت کی توہین کر رہی ہو زرش نواز...... تمہیں یہ توہین بہت مہنگی پڑے گی۔" زرش کی بات نے ایک دم اس کی ساری اکڑ فوں ختم کر دی تھی، وہ بے جان سے انداز میں اسے چھوڑتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں بولا۔

"تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ...... میں مہنگی سے مہنگی قیمت دینے کو تیار ہوں۔" زرش نواز کے لہجے کا غرور ایک دم عود کر آ گیا۔

"تم...... تم...... مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہو......؟" وہ اس کے لہجے میں چھپے زہر کو محسوس کر کے کسی لٹے ہوئے مسافر کی طرح بولا۔

"صرف 'اتنی' نہیں میکال حسن...... بہت زیادہ...... حد سے زیادہ، جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔" وہ غضب کی سے بولی تو خاندان بھر کا سب سے کڑیل جوان، چھ فٹ سے بھی نکلتا قد اور کسرتی جسم کا مالک میکال حسن ایک لمحے کے لیے اپنے حواس کھو بیٹھا...... وہ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا...... اسے کب اندازہ تھا کہ وہ جسے میکال حسن پوجنے کی حد تک چاہتا ہے...... وہ اس سے اتنی شدید نفرت کرتی ہے۔

"میں تمہارے ان روز روز کے ڈراموں سے تنگ آ چکی ہوں...... خاندان بھر کی لڑکیاں تمہاری بے وفائیاں بیان کر کر کے جیتی ہیں تم نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا...... تم نے مجھے بھی دوسری لڑکیوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جنہیں تم گھنٹوں فون، نیٹ اور یونیورسٹی میں فول بناتے ہو لیکن آج یہ جان لو کہ میں زرش نواز تم سے سخت نفرت کرتی ہوں، نہ تم سے محبت ہے اور نہ کبھی ہو گی...... بلکہ...... بلکہ میں...... کسی اور کو پسند کرتی ہوں، اس لیے آئندہ میرے راستے میں مت آنا ورنہ معاملہ بڑوں تک پہنچا دوں گی۔" وہ آج سارے حساب بے باق کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

"تت...... تم...... کسی کو پسند کرتی ہو۔" وہ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے دیوار تھام کر کھڑا تھا۔ اس نے لڑکھڑاتے انداز میں مشکل سے الفاظ زبان سے ادا کیے اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"وہ جو کوئی بھی ہے...... تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے...... پلیز یہاں سے چلے جاؤ اور آئندہ میرے کمرے تک آنے کی جرأت نہ کرنا...... ورنہ......"

"سنو......" وہ اس کی بات کاٹ کر درشت لہجے میں بولا۔ "میں جا تو رہا ہوں...... لیکن...... لیکن تم اب ہمیشہ کے لیے پچھتاوے کی آگ میں جلتی رہو گی...... تمہارا ہر پل پچھتاوا بن جائے گا اور ہاں...... تمہیں مجھ سے...... بلکہ محبت ہو گی...... یہ میری محبت کا یقین ہے، ایمان ہے۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے رکا نہیں، جس تیزی سے آیا تھا ویسی ہی تیزی سے لوٹ گیا۔ البتہ زرش نواز نے اپنے خوب صورت سراپے کو آئینے میں ایک ادا سے دیکھا اور "اونہہ...... محبت" کہہ کر دوبارہ اپنے بالوں میں برش کرنے لگی۔

⊓⊓⊓

"تم نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا زری...... وہ...... وہ بہت جذباتی ہے، کہیں کچھ کر نہ بیٹھے۔" وہ عدیل کے ساتھ اس کی تو ڈی میں شاپنگ کے لیے نکل چکی تھیں...... راستے میں عدیل اور انشا کو جب زری نے ایک ادائے بے نیازی سے میکال کے ساتھ ہونے والی ملاقات کا بتایا تو انشا فکر مندی سے بولی...... آخر کو میکال حسن اس کا بھی کزن تھا اور وہ اسے بچپن سے جانتی تھی کہ وہ کتنا جذباتی نوجوان ہے۔

"اچھا ہے یار...... کچھ کر بیٹھے، میری جان تو چھوٹے گی اس فلرٹی سے۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"میرے خیال میں وہ کم از کم تم سے فلرٹ نہیں کر رہا...... اسے شاید محبت وغیرہ ہو گئی ہے تم سے۔" عدیل نے بھی لقمہ دیا۔

"تم تو اس کے یونیورسٹی فیلو ہو...... اچھی طرح جانتے ہو اس کے افیئرز کتنے مشہور ہیں۔ کون سی لڑکی ہے، جسے اس نے بے وقوف نہیں بنایا ہو گا۔"

"یہ باتیں آج سے تین سال پہلے کی ہیں...... اب وہ بہت بدل گیا ہے......" عدیل نے اس کی صفائی دینا چاہی تو زری جھٹ سے بولی۔

"فطرت نہیں بدلا کرتی میرے بھائی...... ابھی تو چند دن پہلے میں نے خود ایک فون ریسیو کیا تھا کسی لڑکی کا اسی کا پوچھ رہی تھی، میں نے پوچھا "آپ کون" تو کہنے لگی...... "بے نام سا تعلق ہے کچھ کہہ نہیں سکتی۔" زرش نے باقاعدہ نقل اتاری تو عدیل اور انشا بے ساختہ ہنس پڑے۔

"بھئی فون تو لڑکی نے کیا تھا ناں...... اس میں بے چارے میکال کا کیا قصور۔" انشا نے اب کے اس کی سائیڈ لی تو زری ان سے ناراض ہوتے ہوئے بولی۔

"بجائے اس کے...... کہ تم لوگ میرے دوستوں کی طرح میرا ساتھ دو، اسے سمجھاؤ...... الٹا اس کی حمایت میں مسلسل بولے چلے جا رہے ہو۔"

"اچھا بابا...... ناراض مت ہو، موڈ ٹھیک کر لو...... ورنہ شاپنگ صحیح طریقے سے نہیں کر پاؤ گی......" انشا نے اسے فوراً راضی کر لیا تو وہ بھی اپنا موڈ ٹھیک کرنے لگی...... حالانکہ دل ان کی لمبی باتوں میں الجھا رہا، تب یہ ذہن تھا کہ وہ اسے بہت چاہتا ہے۔"

وہ تینوں شاپنگ بیگ سے لدے پھندے آئے تو لاؤنج میں غیر معمولی خاموشی کا احساس ہوا۔ شام گہری ہو چکی تھی اور اس وقت تک تو بڑے تایا ابو، چھوٹے تایا اور بابا جان تینوں آ جایا کرتے تھے اور تینوں بیگمات، دیورانیاں، جیٹھانیاں اپنے اپنے شوہروں کی خاطر مدارت میں مصروف ہوتی تھیں...... ورنہ اور جوان پارٹی بھی غائب تھی، اس نے بے چینی سے سوچا...... عدیل اور انشا بھی انہی کی طرح پریشان تھے۔

"کریم چاچا...... کریم چاچا...... کہاں ہیں آپ...... ادھر آئیے۔" عدیل نے لاؤنج میں پہنچ کر ملازم کریم چاچا کو آواز لگائی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ بوجھل قدموں کے ساتھ کچن سے برآمد ہوئے۔

"جی عدیل میاں۔"

"کیا بات ہے...... سب گھر والے کہاں ہیں، خیر تو ہے۔"

"خیر ہی تو نہیں ہے عدیل میاں" کریم چاچا نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو اپنے رومال سے صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں پریشان ہو گئے۔

"بتائیے ناں بابا...... کیا ہوا ہے؟" انشا نے بے قراری سے پوچھا، جب کہ زرش نواز کا دل انجانے خدشات میں گھرا عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔

"وہ اپنے...... میکال میاں ہیں ناں...... ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے...... اور...... وہ ایمرجنسی وارڈ میں ہیں۔" کریم چاچا نے روتے ہوئے بتایا تو زرش نواز کو اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ شاپنگ بیگ اس کے ہاتھوں سے گر پڑے۔ عدیل اور وہ پھٹی پھٹی نظروں سے روتے ہوئے کریم چاچا کو دیکھ رہی تھی...... اچانک اسے میکال کے کہے ہوئے آخری الفاظ یاد آنے لگے۔ "میں تو جا رہا ہوں...... لیکن...... لیکن تم اب ہمیشہ کے لیے پچھتاوے کی آگ میں جلتی رہو گی...... تمہارا ہر پل پچھتاوا بن جائے گا...... اور ہاں تمہیں مجھ سے بہت جلد محبت ہو جائے گی...... یہ میری محبت کا یقین ہے، ایمان ہے۔" اس کے اندر کسی نے خنجر سا گھونپ دیا...... پچھتاوے کا ایک سیلاب تھا، جس میں اس کا وجود ڈوبتا چلا جا رہا تھا...... وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن وہ اس کا تایا زاد تھا...... اپنے والدین کا اکلوتا چشم و چراغ...... جس پر سارے خاندان کی لڑکیاں مرتی تھیں اور وہ اس سے محبت کر بیٹھا تھا...... زرش نواز نے کب چاہا تھا کہ وہ دل برداشتہ ہو کر اپنی جان گنوا بیٹھے...... آج بھی تو اس نے صرف اس کی دیوانگیوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے اسے سخت سست سنائی تھی اور...... اور جھوٹ بولا تھا کہ وہ کسی اور کو پسند بھی کرتی ہے......

اُف......! اُف میرے خدایا...... یہ کیا ہو گیا" آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے پھسل رہے تھے۔

"تم دونوں بھی اگر چلنا چاہو تو چلو...... میں اسپتال جا رہا ہوں۔" عدیل کی آواز نے اسے چونکا دیا...... وہ ایک پل میں جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ انشا بھی اپنے آنسو صاف کرتی ساتھ ہو لی اور وہ کریم چاچا سے اسپتال کے بارے میں پوچھ کے روانہ ہو گئے۔

وہ...... آئی، سی، یو میں تھا۔ پچھلے چار دنوں سے اسے ہوش نہیں آیا تھا...... رف ڈرائیو کرتے ہوئے وہ ایک بڑے ٹریلر سے اپنی گاڑی ٹکرا بیٹھا تھا...... اس حادثے میں سب سے زیادہ متاثر اس کا سر اور ایک ٹانگ ہوئی تھی...... دماغ پر شدید چوٹوں نے اس کے حواس چھین لیے تھے، ڈاکٹروں کی انتھک کوششوں کے باوجود وہ مسلسل بے ہوش تھا...... اس کی دائیں ٹانگ بری طرح فریکچر ہوئی تھی، جسے ایک میجر آپریشن کے ذریعے جوڑ کر پلاسٹر لگا دیا گیا تھا۔ باقی جسم بھی خراشوں سے بھرا پڑا تھا......

وہ حسن خان اور آمنہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ سب سے زیادہ بری حالت تو آمنہ کی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کے غم میں نڈھال تھی۔ اسپتال سے ایک لمحے کے لیے بھی جانے کے لیے تیار نہ تھی...... آئی، سی، یو کے سامنے گیلری میں سارا سارا دن اور رات بیٹھے بیٹھے...... اپنے رب سے دعائیں مانگتے گزار دیتی...... ڈاکٹرز کے منع کرنے کے باوجود بھی جب وہ گھر جانے کے لیے تیار نہ ہوئیں تو آخر کار ڈاکٹرز نے انہیں وہیں رہنے کی اجازت دے دی...... اور "زرش" وہ بھی تو ساری ساری رات تائی جان کے خیال سے وہیں ان کے پاس بینچ پر بیٹھے بیٹھے...... تسبیح پڑھتے، دعائیں مانگتے گزار دیتی...... دن میں بے دلی سے بابا جان، امی اور تایا جان کے کہنے پر گھر جاتی اور پھر شام کو واپس آ جاتی یہ کہہ کر کہ "تائی جان کی حالت ٹھیک نہیں ہے، ان کے پاس بھی تو کسی کو رہنا چاہیے...... چند ہی دنوں میں اس کا سارا غرور...... ختم ہو چکا تھا...... وہ اپنے کیے کی معافی میکال سے مانگنا چاہتی تھی...... وہ اپنے دل کا بوجھ اتارنا چاہتی تھی اور یہ سب تبھی ممکن تھا، جب میکال روبہ صحت ہوتا۔ سارے کزنز جو کہ اس کی اور میکال کی حقیقت سے واقف تھے اب زرش نواز کی بے قراریاں دیکھ کر اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے تو وہ زمین میں گڑنے لگتی...... اس کا دل چاہتا وہ خود کو ختم کر ڈالے...... میکال حسن کا شیشے کے پار نظر آتا بے جان سا وجود

urdunovels.net

اسے ہر پل پچھتاوے کی آگ میں جھلساتا رہتا......

وہ تائی امی کے گھر جانے کے باوجود بھی اسپتال ہی میں تھی...... تائی امی کی طبیعت مسلسل جاگنے اور رونے سے بے حد خراب ہوگئی تھی...... اس نے عدیل کو بلوا کر انہیں گھر بھیج دیا...... لیکن خود وہیں رکی رہی۔

وہ بہت دیر سے مسلسل اللہ کا ورد کرتے ہوئے اس کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی...... اور پھر...... پھر جانے کیسے بہت دن...... بہت سی یادیں جو کہ میکال حسن کے ساتھ وابستہ تھیں، اسے ایک ایک کرکے یاد آتی گئیں اور وہ یادوں کے سمندر میں ڈوبتی چلی گئی۔

□□□

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ کالج سے باہر نکلی تو اسے دیکھ کر حیرانی سے بولی۔

"کرنا کیا ہے...... تمہیں لینے آیا ہوں۔" وہ لاپروائی سے چیونگم چباتے ہوئے بولا۔

"کیوں...... ڈرائیور نہیں آیا کیا؟"

"میں نے آج سے اس کی یہ ذمہ داری لے لی ہے...... میرا مطلب ہے تمہیں کالج لانے اور لے جانے کی۔"

"خیریت تو ہے...... تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی ایسی 'بڑی' ذمے داری اٹھانے کی۔"

وہ "بڑی" پر زور دیتے ہوئے طنز سے بولی۔

"ضرورت تو ہے ناں...... دراصل مجھے اچھا نہیں لگتا تم جوان جہان ڈرائیور کے ساتھ صبح و شام آؤ جاؤ۔" اس نے بڑے آرام سے کہا اور وہ اس کی بات سن کر غصے سے لال ہوگئی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو...... وہ ہمارا بہت وفادار ڈرائیور ہے۔ ہمارا پورا خاندان اس پر بھروسہ کرتا ہے۔"

"لیکن...... لیکن زرش نواز...... میں میکال حسن تمہارے معاملے میں کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔" وہ چبا چبا کر کچھ جتانے والے انداز میں بولا۔

"میں پوچھ سکتی ہوں میکال حسن کہ آخر ایسی کیا افتاد آن پڑی تم پر کہ میرے لیے...... اتنے جذباتی ہو رہے ہو؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مذاق اڑانے والے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"افتاد یہ کہ زرش...... بہت خوبصورت اور اک کہو تم سے محبت ہو جانے کا حسین اور اک۔" وہ اس کے کرب و لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ڈمپل ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجا کر بولا تو زرش نواز کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ خاندان بھر کی لڑکیوں کا آئیڈیل...... کالج و یونیورسٹی کا مشہور فلرٹی اس کا یہ کزن...... جس کے ساتھ اس کا سارا بچپن گزر رہا تھا...... وہ اچانک ہی کیسے اس سے...... محبت کر بیٹھا...... اس کے ذہن میں یک دم کوئی بلب سا روشن ہوا۔

"او...... تو مسٹر میکال حسن صاحب کیا آج کل آپ کا 'لڑکیاں پٹانے' کا کاروبار مندا جا رہا ہے، جو آپ نے باہر کی لڑکیاں چھوڑ کر اب گھر......" وہ آگے بھی جانے کیا کہنے والی تھی کہ میکال حسن کا ضبط جواب دے گیا۔

"شٹ اپ...... جسٹ شٹ اپ زری...... تم...... تم میری اور میری محبت کی توہین کر رہی ہو...... اور میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دوں گا۔" اس کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل ابھر آئے۔

"میں تم سے اجازت مانگ بھی نہیں رہی...... اور تم ہوتے کون ہو مجھے اپنا پابند کرنے والے...... اور ہاں میکال صاحب میں تمہارے ساتھ گھر بھی نہیں جاؤں گی...... گھر جا کر ڈرائیور سے کہو وہ مجھے لینے آئے۔" وہ بھی غصے اور ہٹ دھرمی کی انتہا کرنے لگی۔

"دیکھو...... زری...... یہاں بیچ سڑک پر تماشا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ تمہیں میں ہی لے جاؤں گا۔ کیوں کہ میں نے چچا جان سے تمہیں لانے اور لے جانے کی باقاعدہ اجازت لی ہے...... ان کی اجازت سے ہی میں یہاں آیا ہوں...... رہی بات ڈرائیور کی تو وہ میری ما اور تمہاری ما کو شاپنگ کروانے لے جا چکا ہے۔" اس نے کہا تو زرش نواز مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے اس مشہور زمانہ فلرٹی کزن کو اٹھا کر کہیں پھینک دے...... وہ اچھی لاابالی فطرت کی وجہ سے ہمیشہ زرش کو ناپسند رہا تھا...... وہ اس کا کزن تھا، اس لیے ایک گھر میں رہتے ہوئے اسے برداشت تو کر لیتی تھی لیکن اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ اس جیسی ذہین و فطین اور خاندان بھر کی لڑکیوں میں سب سے زیادہ حسین (اور حسن پر غرور بھی بہت تھا) لڑکی کا میکال حسن سے بھی کوئی تعلق بن سکتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں اسے کوستی ہوئی پچھلی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی......

"ویسے تم آگے بیٹھتی تو زیادہ اچھا لگتا...... خیر تم میری گاڑی میں پہلی دفعہ بیٹھی ہو...... کہو کیا کھاؤ گی......" وہ ڈھٹائی کی انتہا کرتے ہوئے بولا تو اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے دیکھا اور تنفر سے بولی۔

"میکال حسن! میرا مزید دماغ خراب مت کرو...... آرام سے گھر چلو نہیں تو میں اتر رہی ہوں نیچے۔" اس کا ہاتھ دروازے کے لاک تک جاتا دیکھ کر میکال حسن نے لاپروائی سے کندھے اچکائے اور گاڑی اسٹارٹ کردی۔

پھر تو جیسے میکال حسن کی زندگی کا مقصد ہی زرش نواز اور اس سے جڑے سبھی کام ہوگئے...... وہ دن بدن اس کی محبت میں ڈوبتا چلا گیا...... وہ بابا جان کے ساتھ ان کا آفس جوائن کر چکا تھا...... لیکن باقاعدگی کے ساتھ زری کو صبح کالج ڈراپ کرنے اور دو بجے واپس لانے کا فریضہ بخوشی انجام دینے لگا...... زری کے لاکھ چڑنے کے باوجود بھی وہ ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتا...... ہر وہ جگہ جہاں زرش نواز کا وجود ممکن ہوتا، وہاں میکال حسن پہلے سے ہی موجود ہوتا...... کہیں شاپنگ کے لیے یا پھر سہیلیوں کے گھروں میں جانا ہوتا تو وہ اپنی گاڑی لیے اس کے سر پر سوار ہو جاتا۔ "میں ہوں ناں" کی تصویر بنا، اس کی دیوانگیاں پہلے گھر کے نفوس نے محسوس کیں اور پھر تو جیسے سارے خاندان میں مشہور ہوگیا کہ میکال حسن جیسا خوبرو بندہ جس نے ہمیشہ ہر کلاس میں ٹاپ کیا اور ہر میدان میں جیت جس کا مقدر رہی...... حسن خان اور آمنہ کا اکلوتا چشم و چراغ کروڑوں کی جائیداد کا واحد وارث، جس پر آدھے شہر کی لڑکیاں جان دیتی ہیں وہ "زرش نواز" کا دیوانہ ہوگیا ہے...... چھ ماہ میں ہی زری کو اس نے اس قدر زچ کر ڈالا کہ وہ اس کے سامنے آتے ہی بھڑک اٹھتی...... لیکن وہ اس سے بھڑکتا تھا۔ زری کو شش کرتی، وہ اتنا ہی اس کے قریب آ جاتا...... زری کا تنفر، اس کا غرور اور اس کی بے اعتنائی میکال حسن کو زچ کر کے رکھ دیتی لیکن وہ اس کی ان اداؤں کا دیوانہ تھا۔ بقول اس کے......

"وہ میری محبت ہے...... زرش نواز...... وہ سب لڑکیوں سے بہت مختلف ہے...... بالکل منفرد...... اگر وہ بھی عام لڑکیوں کی طرح ہوتی تو فوراً میری محبت کا جواب محبت سے دے دیتی...... بلکہ وہ تو خاص ہے، بہت خاص اور مجھے ایسی ہی لڑکی چاہیے تھی...... جسے میں اپنی محبت کے زور پر تسخیر کرتا...... جو پکے ہوئے پھل کی طرح خود میری جھولی میں آن گرتی......"

زرش کی وہ کزنز جو میکال حسن کی ایک نظر التفات کی منتظر تھیں وہ زری سے تمام کھائے بیٹھی تھیں، ان کا کہنا تھا۔

"زرش نواز کو بہت غرور ہے اپنے حسن پر ہاں...... لیجو میکال جیسے ڈیشنگ بندے کو لفٹ نہیں کراتی۔" زوبیا جو کہ اس کی اور میکال دونوں کی پھوپھی زاد تھی تنفر سے کہا۔

"کسی روز اس کا یہ غرور بھی ملیا میٹ ہوگا اور پھر وہ ڈھونڈتی پھرے گی میکال کو لیکن وہ تمہیں ملے گا۔" رشنا بھی اپنا تبصرہ دیتی، وہ زوبیا سے چھوٹی تھی لیکن میکال کے سب سے زیادہ اس پر جان دیتی تھی۔

"میکال حسن کو بھی اتنا نخرہ کرنے کی کیا ضرورت ہے...... کیا خاندان کی دوسری لڑکیاں مر گئی ہیں، جاہل نے سرپنچ ناک کے ساتھ کہا۔ وہ دونوں بہنوں کی دوست تھی۔

"چھوڑو یار...... ہم لوگ ان سا میکال حسن کے لیے مرے جا رہے ہیں، وہ میکال نے اور زری یار...... دفع کرو دونوں کو۔" زوبیا ریبا پوری دل سے بولی حالانکہ وہ میکال حسن کو پسند کرتی تھی...... ایک انشا تھی جو زری سے کنارہ کرتی تھی۔ وہ موقع ملتے ہی زرش اور میکال کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش کرتی۔ عدیل جو کہ انشا کا بھائی اور زرش کا تایا زاد تھا، وہ بھی کئی بار اسے میکال کی سچی محبت کا یقین دلا چکا تھا لیکن اس کا دل ٹس سے مس نہ ہوا...... وہ رتی برابر محبت بھی اپنے دل میں میکال حسن کے لیے پیدا کر سکی۔ اس کے دل میں تو ایک ہی خیال جڑ پکڑ چکا تھا کہ میکال حسن فلرٹ کرنے کا عادی ہے...... اور اب اس سے بھی فلرٹ ہی کر رہا ہے...... اس کے برعکس میکال اسے دن گزرنے کے ساتھ ساتھ حد سے زیادہ چاہنے لگا تھا...... جب بھی کسی دوسرے شخص کو اس کے قریب دیکھتا تو اس کا پارہ ہائی ہونے لگتا...... خاندان کے دیگر میل کزنز کے ساتھ زرش کا بولنا تو گویا محال ہو کر رہ گیا تھا...... اور وہ اس مصیبت سے سخت تنگ تھی۔ جب کہ خاندان کے بڑے جو کہ میکال کی دیوانگی کو دیکھ اور محسوس کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ دونوں کو ایک کرنے کے لیے بات چلائیں گے کہ، یہ حادثہ ہوگیا...... وہ جو دن میں کئی بار اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا رہتا تھا...... ہر وقت سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتا۔ اسپتال کے آئی سی یو میں بے سدھ پڑا تھا، اس بات سے بے خبر کہ...... جس کی محبت کی خاطر جان کی بازی لگا بیٹھا تھا...... وہ بھی اس کے کرب میں مبتلا ہے...... آہ...... یہ سب کچھ کیا ہے...... میں، میں زرش نواز جو اس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی...... جس کا اظہار محبت اور چڑا دیتا تھا...... میں...... اس کے لیے اتنی بے چین کیوں ہوں...... مجھے اس کے بولنے کا...... اس کی محبت پاش نظروں سے دیکھنے کا انتظار کیوں ہے؟"

وہ یادوں کے بھنور سے نکلی تو کئی سوچیں اس کے ذہن کی دہلیز پر آ کر چپک گئیں اور وہ اپنا تجزیہ کرنے لگی......

اس نے تسبیح والا ہاتھ اٹھا کر دیکھا اور سوچنے لگی...... میں دن رات کیوں اس کی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہوں؟ مجھے نیند کیوں نہیں آتی؟ بھوک کیوں مر گئی ہے؟ میں، میں زرش نواز اپنا غرور اپنا طنطنہ کہاں بھول آئی ہوں؟ کہاں گئی میری وہ اکڑ فوں؟ وہ نفرت جو مجھے میکال حسن سے محسوس ہوتی تھی...... یا خدا کہیں میں...... میں بھی تو اس سے...... محبت...... اس نے بے اختیار آنکھیں بند کرلیں اور کئی آنسو اس کے گالوں پر گرتے چلے گئے...... وہ چہرہ ڈھانپ کر رو رہی تھی کہ فجر کی اذان سنائی دینے لگی...... وہ آنسو پونچھتی ایک نظر شیشے کی دیوار کے اس پار دیکھتی جہاں میکال حسن کا لمبا چوڑا وجود بے حس سا بیڈ پر بہت سی مشینوں کے درمیان گھرا پڑا تھا، وضو کرنے کی خاطر گیلری کے دوسری سمت چلی گئی، جہاں باتھ روم وغیرہ بنے ہوئے تھے۔

سبھی کے دل بوجھل اور میکال حسن کے لیے اداس تھے...... ایک شخص کی غیر موجودگی نے پورے گھر کو ویران کر کے رکھ دیا تھا۔ آمنہ کے دل پر بھی منوں بوجھ تھا، طبیعت کی خرابی کے باوجود، اسپتال کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں...... وہ لوگ اسپتال پہنچے تو زرش کو بے قراری سے گیلری میں ٹہلتے ہوئے پایا۔

"کیا ہوا؟ خیریت تو ہے ناں بیٹا...... میرا میکال کیسا ہے؟" آمنہ آگے بڑھ کر بے قراری سے پوچھنے لگی تو زرش نواز جو کہ اپنے ہی کسی خیال میں گم تھی، ایک دم چونک اٹھی۔

"آں...... ہاں...... جی تائی ماں...... وہ، دراصل میکال کو کچھ دیر پہلے چند لمحوں کے لیے ہوش آیا تھا لیکن پھر اس کی طبیعت بہت خراب ہوگئی، ڈاکٹرز اندر ہیں اور ابھی باہر نہیں

urdunovels.net

آئے۔" اس کی بندھی ہوئی آواز اور آنکھوں کی سرخی اس کے مسلسل روتے رہنے کا پتہ دے رہی تھی۔

"بیٹا تم نے ہمیں فون کر دیا ہوتا، ہم جلدی آ جاتے۔" غفار علی جو کہ زرش کے بڑے تایا تھے نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹرز کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی...... پھر آپ کو فون کر دیتی۔" وہ آہستگی سے بولی......

"میکال کو جب ہوش آیا تم اس کے پاس تھیں...... کیا کہہ رہا تھا میرا لعل؟" آمنہ نے کچھ اس طرح حسرت زدہ لہجے میں کہا کہ وہاں موجود تمام افراد کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"تائی امی...... میں ادھر ہی تھی، میکال کچھ بے ربط سے جملے کہہ رہا تھا...... میں اسے ہوش میں آتا دیکھ کر ڈاکٹرز کو بلانے چلی گئی تھی واپس آئی تو...... تو اس کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی...... پھر ڈاکٹرز نے مجھے اندر جانے سے منع کر دیا تھا۔" اس نے تفصیل سے تمام صورت حال بتائی تو آمنہ بیٹے کی حالت زار پر رونا شروع ہو گئی۔

"جانے کتنی تکلیف میں ہے میرا بچہ، لاچار، بے ہوش، بیگانہ اسپتال میں پڑا ہے۔"

"کیا کر رہی ہو آمنہ...... صبر اور ہمت سے کام لو...... یوں رونے سے تو کچھ نہیں ہو گا تم دعا کرو، اللہ سب بہتر کرے گا۔ انشاء اللہ ہمارا میکال پھر سے زندگی کی طرف ضرور لوٹے گا۔" غفار علی نے بھاوج کو بڑے بھائیوں کی طرح دلاسہ دیا تو نواز علی جو کہ دونوں بھائیوں سے چھوٹے تھے نے بھی بھاوج کو تسلی دی۔

"بھابھی! اللہ نے چاہا تو جلدی ہم اپنے بیٹے میکال کے ساتھ پہلے جیسے جوش و خروش سے دن گزاریں گے۔ کیوں زرش بیٹا؟"

"جی بابا جان۔" وہ دل ہی دل میں اللہ سے التجائیں کرتی پر امید لہجے میں بولی۔

"ڈاکٹرز کا پتہ کریں ناں حسن...... وہ ابھی تک باہر کیوں نہیں آئے۔" آمنہ کو بھلا کب تسلی تھی، وہ بار بار آئی سی یو کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"تم آرام سے بیٹھو اور دعا کرو...... میں کسی نرس کو اندر جاتا دیکھتا ہوں، ہمیں تو اندر جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔" حسن علی بیوی کا دل رکھنے کے لیے بولے اور پھر قریب سے گزرتی ہوئی نرس سے درخواست کرنے لگے کہ وہ برائے کرم اندر جا کر معلوم کرے کہ سب خیریت ہے ناں...... نرس بھی شاید آئی سی یو میں جانے کے لیے ہی آئی تھی، انہیں تسلی دیتی ہوئی اندر چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد ایک ڈاکٹر اور نرس کمرے سے باہر نکلے تو ان کے چہروں پر پھیلا اطمینان اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ اندر سب خیریت ہے۔

آمنہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی باقی سب بھی ان کے ساتھ تھے۔

"ڈاکٹر صاحب...... میرا بیٹا ٹھیک تو ہے ناں......" ان کی بےقراری حد سے زیادہ تھی۔

"آپ خوش قسمت ہیں بی بی کہ آپ کا لخت جگر اتنے سیریس حادثے کے بعد زندگی کی طرف لوٹ آیا ہے...... اللہ کی رحمت اس پر نازل ہو رہی ہے۔ وہ اب آپ کی دعاؤں سے، پہلے سے بہتر ہے اور ہوش میں ہے۔" ڈاکٹر نے کہا تو سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی سبھی نے یک دم "اللہ تیرا شکر" کہا۔

"کیا ہم اپنے بیٹے سے مل سکتے ہیں۔" حسن علی بھی بیٹے کو دیکھنے کے لیے بیتابی سے بولے۔

"دیکھیے...... فی الحال تو انہیں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے...... اور نہ ہی وہ صحیح طرح سے بات کرنے کے قابل ہے...... اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ لوگ انہیں صرف دیکھ لیں، لیکن خاموشی کے ساتھ...... بات نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب...... ہم صرف اپنے بچے کو دیکھیں گے...... بات نہیں کریں گے......" آمنہ جلدی سے بولیں، جیسے ڈر ہو کہ اگر ذرا سی دیر کر دی تو کہیں ڈاکٹر انہیں اندر جانے سے منع نہ کر دے۔

"تو پھر ٹھیک ہے...... آپ لوگ اندر جائیے اور پلیز...... خیال رکھیے گا...... مریض کے پاس شور نہ ہو۔" ڈاکٹر انہیں تنبیہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور وہ لوگ آہستگی کے ساتھ میکال حسن کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ سب سے پیچھے زرش نواز تھی جس کی ٹانگیں بری طرح لرز رہی تھیں۔

ہم لوگ مشکل وقت میں بہت جلدی گھبرا جاتے ہیں...... خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے لگتے ہیں...... لیکن یہ تو اس کی کرم نوازی ہوتی ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما کر ہم پر مسلسل اپنا فضل کرتا رہتا ہے...... اپنی رحمت کی بارش ہم پر برسا کر ہماری روح تک کو بھی سیراب کر دیتا ہے...... ہم ہی ناقدرے اور ناشکرے انسان ہیں، جو اپنے رب کی عنایتوں کا...... اس کی مہربانیوں اور کرم نوازیوں کا صحیح طریقے سے شکر ادا نہیں کرتے...... اگر کبھی یاد بھی کرتے ہیں تو صرف اس وقت، جب کوئی مشکل آن پڑتی ہے...... الغرض "وہ" اپنے بندوں کو ہر جگہ...... ہر لمحہ یاد رکھتا ہے، ان کا خیال رکھتا ہے اور اپنی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھتا ہے......

میکال حسن پر بھی اللہ نے خاص فضل کیا...... وہ زندگی کی طرف دوبارہ لوٹ آیا...... سب کی دعائیں بارگاہ ایزدی میں سن لی گئی تھیں...... وہ گھر آ چکا تھا اور اب اس کا مزاج پہلے سے یکسر بدل چکا تھا لیکن پورا گھرانہ اس کے زندہ سلامت اور صحت یاب ہونے پر اللہ کا شکر گزار تھا......

اسے گھر آئے چوتھا روز تھا...... وہ چونکہ ایک ٹانگ پر پلاسٹر کی وجہ سے مکمل بیڈ ریسٹ پر تھا، اس لیے کمرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور زرش نواز...... وہ اس کے مکمل طور پر ہوش میں آنے کے بعد اس کی نظروں کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی تھی...... وہ خود کو مجرم سمجھتی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ موت کے منہ سے واپس آیا تھا...... وہ دونوں ایک دادا کی اولاد تھے...... ایک خون تھا...... ان کے درمیان محبت کا رشتہ نہ بھی ہوتا تب بھی ایک خون ہونے کی وجہ سے، ایک دوسرے کے لیے پریشان ہونا لازمی تھا...... لیکن اب تو معاملہ ہی کچھ اور ہو گیا تھا...... وہ جو اس کی محبت نوازیوں سے چڑتی تھی...... جسے اس کا ہر انداز زہر لگا کرتا تھا...... جو اسے دیکھ کر ناک ماتھے پر چڑھا لیا کرتی تھی...... آج خود کو اس کے سامنے بے بس تصور کر رہی تھی...... اس جذبے نے آخر اسے مات دے دی تھی، جو جذبہ سنا تھا کہ سب جذبوں پر، سب رشتوں پر حاوی ہو جایا کرتا ہے......

وہ...... یعنی زرش نواز محبت کے ریشمی دھاگوں میں ایسی الجھی تھی کہ اسے اس جال سے نکلنا دشوار ترین لگ رہا تھا۔ وہ جو میکال حسن کے سائے سے بھی دور بھاگنا چاہتی تھی، اب اس کا سایہ بن جانا چاہتی تھی...... لیکن اب...... اب شاید یہ ممکن نہ تھا کیونکہ وہ اسے اپنے ہاتھوں کھو بیٹھی تھی...... اور اب اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس سے معافی مانگنے کے لیے ہی سہی اس کے سامنے جا سکے۔

وہ اب سارا سارا دن تائی امی کے ساتھ مل کر میکال کے لیے پرہیزی کھانے بنانے میں مصروف رہنے کے باوجود، ایک بار بھی اس کے کمرے میں اس کا حال معلوم کرنے نہ جا سکی تھی اور اس بات کو کوئی اور نہیں کسی نے محسوس کیا تھا یا نہیں...... البتہ اس کی ہم راز و ہم ساز انشا نے ضرور نوٹ کیا تھا اور اب اس کی خوب خبر بھی لے رہی تھی۔

"تم ایک بار پھر اس کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو...... وہ چار دن سے گھر آیا ہوا ہے اور تم ہو کہ اسے ایک بار دیکھنے تک بھی نہیں گئیں۔"

"میں کیا کروں انشا...... میں اس کا سامنا نہیں کر سکتی...... میں اس کی مجرم ہوں، وہ مجھے معاف نہیں کرے گا۔" وہ انشا کی بات سن کر بے بسی سے بولی۔

"کیوں معاف نہیں کرے گا...... وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ جان کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کیا......"

"انشا! میں نہیں چاہتی کہ اس کے سامنے جاؤں اور وہ میری وجہ سے ڈسٹرب ہو۔"

"میرا دل کہتا ہے کہ وہ تمہارے نہ جانے سے ڈسٹرب ہے...... جانتی ہو...... جب سے وہ اسپتال سے لوٹا ہے، بالکل گم صم سا ہو کر رہ گیا ہے، جب کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوتا ہے تو وہ بےقراری سے دروازے کی طرف دیکھتا ہے اور جب اسے اس کا مطلوبہ بندہ نظر نہیں آتا تو آنکھوں میں جلنے والے امید کے دیے بجھنے سے لگتے ہیں...... میرے خیال میں وہ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

"کیا اس نے میرے بارے میں پوچھا تم سے یا کسی اور سے۔" وہ انشا کی باتیں سن کر مزید بےقراری سے بولی۔

"ڈائریکٹ تو نہیں پوچھا لیکن کل جب تم نے مجھے سوپ کا باؤل دیا تھا کہ میں اسے کمرے میں دے آؤں...... تو میں نے جاتے ہی میکال سے کہا تھا کہ 'یہ لو سوپ یہ تمہاری خاص الخاص زری نے خاص طور پر تمہارے لیے بنا کر بھیجا ہے۔' تو پتہ ہے زری، اس کے چہرے پر پہلے تو ایک دم سے بے یقینی کے تاثرات پھیلے اور پھر وہ عجیب سے انداز میں مسکرا کر بولا 'ڈیئر کزن...... جن کے پاس مجھے دیکھنے کے لیے تھوڑا سا وقت نہیں ہے، وہ بھلا اپنا قیمتی وقت میرے لیے سوپ بنانے میں کہاں برباد کرنے لگی۔' اس وقت مجھے اس کا لہجہ بہت ٹوٹا ہوا، بہت تھکا ہوا لگا۔"

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں...... میری تو ہمت نہیں ہو رہی، اس کے سامنے جانے کی۔"

"وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا...... بس آرام سے جاؤ، جا کر معذرت کر لو، اس کا حال احوال پوچھو اور واپس آ جاؤ...... ویری سمپل۔" وہ چٹکی بجاتے ہوئے آرام سے بولی، جب کہ زرش نواز کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"تمہارے لیے یہ سب آسان ہو سکتا ہے لیکن میرے لیے نہیں۔" وہ اسے گھور کر بولی۔

"مشکل کیوں ہے آخر...... تم کون سا اس کی محبت میں مری جا رہی ہو، جو یوں کر رہی ہو۔" انشا کے سفاک جملوں پر وہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"ویسے ایک بات بتاؤ کزن۔" انشا کا لہجہ سرگوشیانہ اور کچھ شرارتی ہو گیا تو زرش نواز اسے صرف دیکھ کر رہ گئی۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا نظر آنے لگا ہے...... میرا مطلب ہے دیکھو ناں...... تم آج کل بہت عجیب نہیں ہو گئی ہو...... زرش نواز جسے کچن میں جانے سے ہی چڑ تھی، وہ آج کل باقاعدگی کے ساتھ آمنہ چچی کے ساتھ مل کر جناب میکال صاحب کے لیے پرہیزی کھانا بنانے میں مصروف رہتی ہے...... اور تو اور نمازی بھی پکی ہو گئی ہو...... دعائیں تو حد سے زیادہ طویل ترین ہوتی جا رہی ہیں تمہاری...... بھئی سچ پوچھو تو مجھے تو تمہاری حالت پر بھی شبہ سا ہونے لگا ہے......"

"کک...... کیسا شبہ؟" زرش نے خود کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

"بھئی وہی ناک میں دم کر دینے والی "محبت" کا شبہ۔" وہ آنکھیں مٹکا کر بولی تو زرش اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا...... مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ ہے کہ آج کل مائی ڈیئر کزن تم...... تم نہیں بلکہ پوری کی پوری میکال حسن لگ رہی ہو...... یعنی "رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی" والی مثال۔"

"جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے، تم فضول بکواس مت کرو۔" وہ ایک دم نظریں چراتے ہوئے یوں بولی جیسے چوری پکڑی جانے کا خدشہ ہو۔

"یہ اور بات ہے کہ تم اب مجھ سے بھی پردہ داری رکھو...... خیر ہم تو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں تم کب تک بچ پاؤ گی، ایک دن تو کہو گی ناں...... کزن...... مجھے میکال حسن سے محبت ہو گئی ہے۔"

"بہت فضول بولتی ہو تم...... اگر کسی نے سن لیا تو۔" وہ اس پر کشن اچھالتے ہوئے کھسیا کر بولی۔

"تو مان جاؤ ناں کہ تم......" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ زرش نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اب بند کرو بک بک...... جب ایسا کچھ ہوگا تو سب سے پہلے تمہیں ہی بتاؤں گی۔" وہ اس کا منہ تو بند کروا رہی تھی لیکن اپنے اندر موجود دل کو نہ سمجھا سکی جو ایک ہی تکرار کیے جا رہا تھا، میکال حسن کے نام کی تکرار...... اس نے ڈر کے مارے انشا کو اپنے کمرے سے باہر دھکیلا اور خود دروازہ بند کرکے وہیں کارپٹ پر بیٹھ گئی۔ اسے اس وقت اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی...... دھک...... دھک......

□□□

"بیٹا زری کیا تم فارغ ہو؟" وہ نہا کر نکلی تو آمنہ بیگم اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کچھ جلدی سے بولیں۔

"جی تائی امی خیریت آپ کہیں جا رہی ہیں" وہ ان کے تیار حلیے پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"دراصل بیٹا تم تو جانتی ہو ناں، میرے بڑے بھائی عطا محمد پاکستان آئے ہوئے ہیں آج شام کی فلائٹ سے واپس یو۔کے جا رہے ہیں میں اور تمہارے تایا ان ہی سے ملنے جا رہے ہیں...... میکال گھر پر آیا ہے اور میں جلدی میں اس کے لیے کھانا بھی نہیں بنا سکی...... بیٹا اگر تمہیں فرصت ہو تو ذرا اس کے لیے کھانا بنا کر دے دینا" وہ التجائیہ انداز میں بولیں تو وہ خوش دلی سے کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے تائی امی آپ جائیں میں سب کرا دوں گی۔"

"شکریہ بیٹا...... اب مجھے میکال کی فکر نہیں رہے گی...... تم جیسی پیاری بیٹی موجود ہو تو فکر کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔" وہ اس کے کھلے کھلے چہرے پر پیار سے محبت آمیز لہجے میں بولیں تو وہ جھینپ کر رہ گئی۔ ویسے بھی اس وقت وہ لائٹ پنک کلر کے سوٹ میں تازہ کھلی ہوئی گلاب کی کلی ہی لگ رہی تھی۔

آمنہ چلی گئیں تو اس نے جلدی سے گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑ کر پانی خشک کرنے کی کوشش کی اور پھر برش کرکے انہیں پشت پر ہی کھلا چھوڑ دیا...... وقت دیکھا تو گیارہ بجنے والے تھے، وہ جلدی سے باہر آ گئی۔ کچن میں گئی تو وہاں امی اور بڑی تائی امی یعنی فاطمہ کھانا بنانے میں مصروف تھیں دراصل زرش کے دادا فیروز علی نے اپنی زندگی میں ہی اپنے تینوں بیٹوں کے لیے یہ گھر بنوایا تھا، جو کافی بڑا تھا جس کے بے شمار کمروں کو تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا لیکن سب کے لیے ایک ہی کافی بڑے سائز کا کچن تھا جس میں فیروز علی کی زندگی میں تو سب ساتھ کھانا بناتے تھے لیکن ان کی وفات کے بعد تینوں بھائیوں نے اتفاق کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ کھانا بنے گا ایک ہی کچن میں جب کہ سب اپنا اپنا کھانا بنائیں۔ گھر کا یہی اصول اب تک چل رہا تھا اور گھر کی تینوں بہوئیں اس اصول کو بخوبی نبھا رہی تھیں۔

"امی آپ کیا پکا رہی ہیں؟" زرش نے کچن میں داخل ہو کر ماں سے پوچھا اور خود فریج میں سے بکرے کے گوشت کا پیکٹ یخنی بنانے کے لیے نکالنے لگی۔

"آج تمہارے ابو نے بریانی کی فرمائش کی تھی۔ کہہ رہے تھے دوپہر کا کھانا گھر آ کر کھائیں گے۔" سعدیہ بیگم نے مصالحہ بھونتے ہوئے جواب دیا۔

"زرش بیٹی! آمنہ تو اپنے بھائی صاحب کی طرف گئی ہے...... میکال کا پرہیزی کھانا کیا تم بناؤ گی؟" فاطمہ تائی نے اپنی ہانڈی میں چمچ چلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"جی تائی جان...... آمنہ تائی ابھی مجھے کھانا بنانے کا کہہ کر گئی ہیں، میں اسی لیے آئی ہوں...... یخنی کے لیے گوشت رکھ رہی ہوں۔ اسی گوشت کو کم مصالحہ ڈال کر بھون لوں گی اور ساتھ چپاتیاں بنا لوں گی اگر میکال نے کہا تو کوئی سویٹ ڈش بھی بنا لوں گی۔" وہ مصروف سے انداز میں تفصیل بتانے لگی...... تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں وہ میکال کے لیے کھانا تیار کر چکی تھی...... چپاتیاں ہاٹ پاٹ میں رکھنے کے بعد اس نے ہاتھ دھوئے اور معوش کے کمرے کی طرف تیزی سے جانے لگی تاکہ اس سے کہے کہ وہ میکال کو کھانا کمرے میں دے آئے...... خود تو اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس کے سامنے جا سکے۔

"معوش! پلیز ایک چھوٹا سا کام کر دو...... جاؤ ذرا میکال کو کھانا دے آؤ میں نے سب کچھ تیار کر رکھا ہے۔" وہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی، جب کہ معوش بیڈ پر اوندھی لیٹی تھی، ویسے ہی لیٹے لیٹے بولی۔

"زری آپی! میرے پیٹ میں تو شدید درد ہے...... میں نہیں جا سکتی آپ کسی اور سے کہیں یا پھر خود چلی جائیں ناں......" معوش کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے...... زرش کو اسے دوبارہ کہنا بے کار لگا وہ اس کے کمرے سے نکل کر انشا کی طرف چلی گئی۔

"ہیلو کزنز...... کیا کر رہی ہو۔"

"نظر نہیں آ رہا...... یوگا ایکسرسائز کر رہے ہیں۔" انشا نے پھولی پھولی سانس سے کہا وہ اور صبا چوکڑی لگائے یوگا میں مصروف تھیں۔

"میرا ایک کام کر دو پلیز......" وہ منت آمیز لہجے میں بولی تو صبا نے فٹ سے کہا۔

"پلیز زری باجی...... آپ اس وقت کچھ مت کہیے گا...... جب تک ہم ایکسرسائز مکمل نہیں کر لیتے تب تک کچھ نہیں کریں گے۔"

"تم تو ہو ہی کھلی...... میں تو انشا سے کہہ رہی تھی۔" زرش نے منہ بنا کر جواب دیا تو انشا نے بھی معذرت پیش کر دی۔

"سوری کزن...... میں بھی بزی ہوں...... دیکھ رہی ہو تم......"

"کام تو سن لو پھر انکار کرنا" وہ اس کی بات سن کر تڑپ کر بولی۔

"بولو کیا کام پڑ گیا؟"

"وہ دراصل...... میں نے میکال کے لیے کھانا بنایا تھا...... اب اسے دینے کو جانا ہے۔"

"تو کیا مسئلہ ہے...... دے آؤ جا کر" انشا نے جانتے بوجھتے اسے پھر لال جھنڈی دکھائی۔

"تم چلی جاؤ ناں...... وہ...... میں کچھ کام کر رہی ہوں؟" وہ صبا کے سامنے اسے کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"سوری...... میں نہیں جا سکتی...... آج یہ نیک کام تمہیں خود کرنا پڑے گا۔" انشا نے اسے شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ "میں تمہیں دیکھ لوں گی" کہہ کر پیر پٹختی باہر آ گئی۔

"زرش بیٹا...... کہاں ہو...... میکال کے لیے کھانا نکال کر رکھا ٹھنڈا ہو رہا ہے...... پہلے جاؤ وہ دے کر آؤ؟" زرش باہر نکلی تو اس کی امی جو کہ کچن سے نکل رہی تھیں نے کہا تو وہ کچھ کھسیانی سی ہو گئی۔

"جی...... جی امی...... میں جا رہی تھی دینے۔" اب اسے خود جانا تھا۔ کسی اور کو بھی چارہ نظر نہیں آ رہا تھا...... آج کل ان کے خاندانی خانساماں کریم چاچا بھی تو اپنے گاؤں گئے ہوئے تھے ورنہ اس کی مشکل آسان ہو جاتی...... وہ ٹرالی گھسیٹتی مرے مرے قدموں سے میکال حسن کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

"تم ان......" اس نے دروازہ ناک کیا تو میکال کی سوئی سوئی آواز اسے سنائی دی...... ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ غنودگی میں بولا ہو...... کتنے عرصے بعد اس کی آواز آئی تھی...... اس کی دھڑکن عجیب سی لے میں دھڑکنے لگی۔ وہ ٹرالی کو دھکیلتی ہوئی آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر آ گئی وہ اپنے بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے تمام دنیا سے آنکھوں پر دایاں بازو رکھے اس کی آمد سے بے خبر لیٹا تھا وہ اس کے بیڈ کے قریب ٹرالی رکھ کر کشمکش میں پڑ گئی کہ اب اسے مخاطب کیسے کرے۔ وہ اس کی زرد ہوتی رنگت اور ماتھے پر پھیلی بکھری سیاہ زلفیں دیکھ کر اندر ہی اندر لرزتی رہ گئی۔ چند لمحے گزر جانے کے باوجود جب وہ کچھ بولنے کی ہمت نہ کر سکی تو اس نے آہستگی سے واپس جانے کے لیے قدم اٹھائے۔

"بہت شکریہ زرش نواز صاحبہ...... آپ کو میری وجہ سے آج کھانا بنانے کی زحمت اٹھانا پڑی۔" میکال کی آواز نے اس کے قدم وہیں کارپٹ پر جیسے چپکا دیے۔ "تم......"

"وہ...... وہ مجھے تائی جان......" وہ کچھ کہنے لگی تو میکال آنکھوں سے بازو ہٹا کر بغیر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"جانتا ہوں امی مجھے بتا کر گئی تھیں کہ آج زرش میرے لیے کھانا بنانے کی زحمت کریں گی۔" زرش کو اس کی آواز اجنبی، سرد سرد سی لگی۔ وہ اسے اور تو کچھ نہ کہہ سکی بس اتنا کہہ سکی۔

"آئی ایم سوری میکال حسن ؟"

"کس بات کے لیے سوری...... کھانا بنانے کے لیے...... ارے یہ تو آپ جیسی عظیم ہستی کی نوازش ہے، کرم ہے مجھ پر پھر سوری کس لیے......؟" وہ ایک دم بازو ہٹاتے ہوئے تیزی سے بولا تو زرش نواز اس کی آنکھوں میں رچی سرخی دیکھ کر حیران رہ گئی، وہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہی تھیں۔

"وہ...... میں......" وہ کچھ کہتے کہتے رکی...... کہہ نہ سکی تو بے بسی سے ایک نظر اسے دیکھ کر تیزی سے اس کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اور وہ دوبارہ اپنا سر بیڈ کی بیک سے لگا کر گہری سوچوں میں گم ہو گیا...... ٹرالی پر رکھا کھانا ٹھنڈا ہو چکا تھا......

□□□

میں تو تمہاری محبتوں کی عادی تھی میکال حسن...... مجھے تمہارا یہ برف جیسا سرد رویہ...... تمہارا یہ بیگانہ لہجہ مار ڈالے گا...... اب تو میں نے خود کو مکمل طور پر تمہارے رنگ میں رنگ لیا ہے...... جیسا تم چاہتے تھے میں ویسی ہو گئی ہوں...... تمہیں میرا میل کزنز کے ساتھ چلنا اور فرینک ہونا پسند نہیں تھا ناں...... تو دیکھو میں نے تمام میل کزنز کے ساتھ اپنے تعلقات محدود کر لیے ہیں...... میں اب سوائے امی کے اور کسی کے ساتھ شاپنگ کے لیے نہیں جاتی...... تم جو چاہتے تھے میں وہ سب کچھ کرنے لگی ہوں...... اور...... یہ سب کچھ میں جان بوجھ کر نہیں کر رہی...... صرف تمہارا دل رکھنے کی خاطر نہیں کر رہی...... بلکہ...... بلکہ میکال حسن...... تمہاری پسند میں، میں خود بخود ڈھلتی جا رہی ہوں، میں جو تم سے چڑتی تھی، خار کھاتی تھی...... مجھے اب ہر لمحہ تمہاری ہی فکر رہنے لگی ہے...... تمہیں سوچنا، تمہیں یاد کرنا مجھے اچھا لگنے لگا ہے...... یاد ہے تم مجھے اس روز کہہ کر گئے تھے کہ مجھے جلد تم سے محبت ہو جائے گی...... تو میکال حسن...... میں اب اپنے آپ سے دوڑتے ہوئے، اپنی سوچوں کو جھٹلاتے ہوئے تھک گئی ہوں، میں تم سے...... تم سے محبت کرنے لگی ہوں، ویسی ہی محبت جیسی تم مجھ سے کرتے تھے...... شاید اس سے کم، یا شاید اس سے بھی زیادہ......" اس نے تھک کر ڈائری بند کی اور آنکھوں میں رکے آنسو ایک دم سے ہی باہر نکل آئے۔ اس نے بے بسی سے اپنا سر ٹیبل پر ٹکا دیا۔

کچھ دنوں سے یہ اس کا معمول بن گیا تھا کہ وہ اپنے دل کی ہر بات ڈائری میں لکھنے لگی تھی وہ میکال حسن سے تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی لیکن اس نے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر یہ نئی راہ نکال لی تھی اور اس طرح کرنے سے اسے اپنے دل کا بوجھ کچھ کم ہوتا محسوس ہوتا۔

کچھ دور ہمارے ساتھ چلو
ہم دل کی کہانی کہہ دیں گے
سمجھے نہ جسے تم آنکھوں سے

urdunovels.net

urdunovels.net

وہ بات زبانی کہہ دیں گے
پھولوں کی طرح ہونٹوں پر
اک شوخ تبسم بکھرے گا
دھیرے سے تمہارے کانوں میں
اک بات پرانی کہہ دیں گے
اظہار وفا تم کیا جانو
اقرار وفا تم کیا جانو
ہم ذکر کریں۔ گر غیروں کا
اور اپنی کہانی کہہ دیں۔ گر
کچھ دور ہمارے ساتھ چلو

□□□

وہ خبر تھی یا کوئی بم جو عین اس کے سر پر پھٹا تھا، کچھ لمحوں کے لیے اسے اپنے حواس گم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے......

''تمہیں...... کس نے بتائی ہے یہ بات۔'' وہ فق چہرہ لیے خود کو کچھ نارمل کرتے ہوئے بولی...... وہ بہن کے سامنے خود کو ظاہر کر کے شرمندہ ہونا نہیں چاہتی تھی۔

''میں نے خود سنی ہے۔ دراصل آمنہ تائی امی سے ذکر کر رہی تھیں، میں کچن میں پانی پینے گئی تو میرے کانوں میں آمنہ تائی کے بس یہی الفاظ پڑے کہ وہ میکال بھائی کی خواہش پر ہی فاطمہ تائی اور غفار تایا سے بات کریں گی انشا باجی کے رشتے کے لیے۔'' مہوش نے بھروہی الفاظ دہرائے جو زری کو کسی تیر کی طرح اپنے سینے میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

''آپ کا رنگ کیوں اڑا اڑا سا لگ رہا ہے...... خیریت تو ہے۔'' وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب مہوش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''آں۔ ہاں...... کچھ نہیں میرے سر میں درد ہے...... تم جاؤ میں کچھ دیر آرام کروں گی۔'' وہ بات بناتے ہوئے بولی تو مہوش ''اوکے'' کہہ کر کندھے اچکاتی باہر نکل گئی۔

''تو گویا...... میکال حسن تم نے پچھتاوے کی آگ میں جلانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے...... ٹھیک ہے...... اگر تم خود ہی میرے راستے سے ہٹنا چاہتے ہو تو میں بھی...... اب تمہارے راستے کی دیوار نہیں بنوں گی۔'' اس نے سوچا اور بے دردی سے اپنے گالوں پر پھسلتے آنسو رگڑ ڈالے۔

''یہ سب کچھ کیا ہے میکال حسن......؟'' وہ اس کے کمرے میں آکر چیختے ہوئے بولی تو میکال چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''کیوں کزن...... کیا ہوا؟''

''اب بھی پوچھتے ہو کیا ہوا...... میں پوچھتی ہوں آخر تم نے ایسا کیوں کیا......؟'' وہ پھنکارتے ہوئے بولی۔

''کچھ پتا بھی تو چلے کہ میں نے کیا کیا ہے آخر؟'' وہ تجھ کر بھی ناسمجھ بن کر بولا۔

''تم نے...... تم نے میرے لیے...... اپنا پرپوزل کیوں بھیجا؟'' انشا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔

''اوہ...... تو تم اس وجہ سے مجھ پر چڑھائی کرنے آئی ہو...... میں سمجھا جانے میں نے کس کا قتل کر دیا ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے لائٹ سے انداز میں بولا۔

''یہ قتل سے کم ہے...... یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔'' وہ اس کی مسکراہٹ پر چڑ کر بولی۔

''تو کس نے کہا معمولی بات ہے...... میکال حسن کا پرپوزل انشا غفار کے لیے جانا واقعی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی بات ہے۔'' وہ اب بھی غیر سنجیدگی سے بولا تو انشا کا دل چاہا وہ اس آدمی کا سر پھوڑ دے جو محبت کے دعوے تو زری نواز کے لیے کرتا رہا ہے اور اب...... اپنا پرپوزل اس کے لیے بھیج دیا ہے۔

''میکال حسن! میں اس وقت بہت سنجیدہ ہوں۔''

''تو میں کب مذاق کے موڈ میں ہوں...... دیکھو کتنا سنجیدہ ہوں۔'' وہ پھر خود کو اپ ڈیٹ کرنے لگا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ میں...... تم سے شادی کر لوں گی۔'' وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے اپنی بات کلیئر کرنے لگی۔

''تو حرج ہی کیا ہے مجھ سے شادی کرنے میں...... اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار اور پھر والدین کا اکلوتا لاڈلا بیٹا ہوں...... تم تو خوش قسمت ہو گی کسی سندر بن کا جھمیلا بھی نہیں ہوگا...... آرام سے عیش کرنا اکیلی۔''

''شٹ اپ...... میکال حسن...... تم میرے ضبط کا امتحان کیوں لے رہے ہو جب کہ تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں تم سے شادی کیوں نہیں کر سکتی۔'' وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کچھ جتانے والے انداز میں بولی تو میکال حسن بھی نظریں چرا کر رہ گیا۔

''وہ ایک جذباتی تعلق تھا، جو اب ختم ہو چکا ہے...... میں ''اسے'' اپنے دل سے نکال چکا ہوں......'' وہ اسے صفائی دینے لگا تو وہ اس کی بات سن کر تڑخ کر بولی۔

''کتنی آسانی سے کہہ دیا تم نے کہ تم اسے اپنے دل سے نکال چکے ہو۔ میکال حسن، یہ تمہاری بھول ہے کہ تم کبھی اسے بھلا پاؤ گے...... جنہیں دل کی گہرائیوں سے چاہا جاتا ہے وہ تو جسم کی رگ رگ میں بس جاتے ہیں...... کبھی زندگی بن کر...... اور کبھی ناسور بن کر......''

''لیکن میں اسے بھول چکا ہوں۔''

''یہ تمہاری بھول ہے...... تم اسے ایک پل بھی بھولے نہیں ہو، جن کے لیے جان کی بازی لگادی جائے...... پھر وہ بھلا کیسے بھول سکتے ہیں...... تم نے میرے لیے اپنا پرپوزل بھی صرف اور صرف ''اسے'' جلانے کے لیے بھیجا ہے۔'' وہ ایک دم ہی اس کے سامنے آئینہ رکھ کر بولی تو وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

''تم زیادتی کر رہی ہو...... ایسا کچھ نہیں ہے...... میں مانتا ہوں کہ میں نے بھی جذبات میں اسے چاہا ہوگا...... اس کے ساتھ چلنے کی تمنا کی ہوگی...... لیکن...... لیکن اب نہیں...... کیوں کہ وہ مجھے نہیں کسی اور کو چاہتی ہے اور میں اپنی محبت کی مزید توہین برداشت نہیں کر سکتا۔''

''لیکن تم نے اس کی ضد میں...... میرے لیے پرپوزل بھیج کر میری ذات کی توہین کی ہے۔''

''ٹھیک ہے...... اگر تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو انکار کر دو تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔'' وہ ایک دم ہی بگڑے لہجے میں بولا۔

''انکار تو میں ضرور کروں گی...... لیکن میکال حسن...... تمہیں ایک بات بتا دوں کہ تم غلطی پر ہو...... وہ بے وقوف لڑکی کسی اور کو پسند نہیں کرتی بلکہ وہ تو تم سے محبت کرنے لگی ہے۔'' انشا کی بات نے میکال کے سکون میں کوئی ہلچل نہ مچائی بلکہ وہ اسی سکون سے مسکرا کر بولا۔

''جانتا ہوں میں کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔''

''کیا......؟ تم جانتے ہو پھر بھی...... پھر بھی تم نے......'' انشا کو لگا کہ یہ بات کسی شاک سے کم نہ تھی کہ میکال حسن زرش نواز کی محبت سے آگاہ ہے۔

''ہاں میں جانتا ہوں کیوں کہ میں نے محبت کو بہت قریب سے دیکھا ہے، محسوس کیا ہے...... محبت کی انوکھی خوشبو کبھی کسی سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اسے بتانا پڑے گا، بظاہر مغرور بے نیاز کر اور...... وہ تو خود ہی کر رہی ہے۔''

''پھر تم نے......'' وہ ابھی بھی اس کی ادھوری باتوں میں الجھی ہوئی تھی۔

''میں نے جان بوجھ کر تمہارے لیے پرپوزل بھجوایا ہے۔'' وہ ایک دم ہارمانتے ہوئے بولا...... البتہ اس کے لہجے میں بولتے ملال نے انشا کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔

''جانتی ہو انشا...... میں نے اس بے رحم کی باتوں سے تنگ آکر اپنی جان کی بازی لگادی...... اور وہ...... پھر بھی مجھ سے دور رہی...... میں اس کے وہ آخری الفاظ دن رات بھلانے کے چکر میں یاد کر کر کے تڑپتا رہا...... اور...... اسے رتی بھر میرا احساس نہیں ہوا...... وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے...... لیکن وہ اب بھی اتنی ہی کٹھور دل ہے، ویسی ہی ظالم اور اپنی انا کے خول میں بند ہے جیسے پہلے تھی...... اتنے عرصے میں اس نے میرا ایک بار بھی حال احوال نہیں پوچھا...... مجھے ایک کزن ہونے کی حیثیت سے بھی ملنے نہیں آئی...... تو پھر تم ہی بتاؤ...... میں ایک بار پھر کیسے اس کے خواب دیکھوں، میں کسی طرح اسے بھلا دینا چاہتا ہوں...... جس طرح بھی ممکن ہو...... چاہے تم سے...... یا...... کسی اور سے شادی کر کے ہی سہی۔'' میکال حسن نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا آپ انشا پر عیاں کر چکا تھا، اسے بھی شاید کسی ہمدرد کی ضرورت تھی جو اس سے اس کے دل کا حال سن سکے۔

''تم نے کیسی کیسی بدگمانیاں پال رکھی ہیں میکال...... آخر تم ہمیشہ جذباتی ہو کر ہی کیوں سوچتے ہو...... کبھی تو عقل بھی استعمال کر لیا کرو۔'' انشا اس کی روداد سن کر اب کچھ پرسکون لہجے میں بولی ویسے بھی وہ ان دونوں کا مسئلہ سمجھ چکی تھی اور اب دل ہی دل میں حل کرنے کا پکا فیصلہ کر چکی تھی۔

''کیا مطلب......؟'' وہ اس کی بات پر کچھ حیرانی سے بولا۔

''مطلب یہ کہ تم جو سمجھ رہے ہو کہ زری کو تمہارا خیال نہیں ہے، وہ تمہیں حال پوچھنے تک نہیں آئی...... تو میکال حسن، یہ تمہاری بہت بڑی غلط فہمی ہے وہ تو ہر پل، ہر لمحہ تمہارے ساتھ رہی ہے تمہارے پل پل کی خبر رکھتی رہی ہے اور...... تمہاری صحت یابی کے لیے خدا سے ہر وقت محو دعا رہی ہے۔'' انشا نے کہا تو میکال حسن اس کی باتیں سن کر حیران رہ گیا اور پھر انشا نے اسے، اس کے ایکسیڈنٹ والے دن سے لے کر آج تک کی تمام زرش نواز کی بے قراریاں سنا ڈالیں۔ میکال حسن کو اپنی خوش بختی کا یقین ہونے لگا۔

''اگر یہ سب سچ ہے...... تو پھر وہ مجھ سے ملی کیوں نہیں، کیوں مجھ سے کتراتی پھر رہی ہے...... ایک بار بھی تو اس نے میرا حال نہیں پوچھا۔'' انشا کی ساری باتیں سننے کے بعد وہ شکوہ آمیز لہجے میں بولا۔

''دراصل زرش تم سے بہت شرمندہ ہے...... وہ خود کو تمہارا مجرم سمجھتی ہے...... تمہارے ایکسیڈنٹ کا ذمہ دار، میرے لاکھ کہنے کے باوجود وہ تمہارا سامنا کرنے کی ہمت خود میں پیدا نہیں کر سکی اور آج تم اس قدر بدگمان ہو اس سے...... ہو سکتا ہے میرے لیے تمہارے پرپوزل کی خبر اس تک پہنچ چکی ہو۔''

''کیا...... نہیں کزن...... پلیز ایسا نہیں ہونا چاہیے۔'' وہ بے قراری سے بولا۔

''ایک گھر میں رہتے ہوئے کوئی بھی بات بھلا کیسے چھپی رہ سکتی ہے کسی سے۔''

''اگر ایسا ہوا تو وہ شاید مجھ سے بدگمان ہو جائے...... اور یہ اچھا نہیں ہوگا۔'' وہ اب واقعی فکر مند ہو گیا۔

''اب بولو میکال حسن...... میرے لیے رشتہ بھیجو گے۔'' وہ تمام بات کلیئر ہو جانے کے بعد شرارت سے بولی تو میکال اسے گھور کر رہ گیا۔

''تم جیسی چڑیل سے کون شادی کرتا ہے۔''

''اچھا جی..... تو اب میں چڑیل ہو گئی..... ٹھیک ہے کزن..... اب تم خود ہی اپنی حور پری کو منانا میں تو چلی۔'' وہ خفا ہو کر جانے لگی تو میکال فوراً بولا۔

''اوہ..... سوری کزن، معاف کر دو..... لیکن پلیز ایک بار اسے مجھ سے ملا دو..... میں سارا معاملہ سیٹ کر لوں گا۔''

''بڑوں کو کون سمجھائے گا۔'' وہ اسے آنکھیں نکالتے ہوئے بولی۔

''انہیں بھی تم ہی سمجھاؤ گی۔''

''ابھی زیر وقت ہے لیکن یاد رکھو تم سے اچھی ہی ٹریٹ لوں گی۔''

''اوکے ڈن'' وہ فوراً ہی مانتے ہوئے بولا تو انشا ہنستی ہوئی میکال کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

□□□

''ہیلو معوش..... کیا ہو رہا ہے بھئی۔'' انشا زرش اور معوش کے مشترکہ کمرے میں داخل ہو کر بولی۔

''کچھ نہیں انشا باجی..... یہ کتابیں خاصی بے ترتیب ہو رہی تھیں، انہیں الماری میں سیٹ کر رہی ہوں۔'' معوش مسلسل کتابوں کو جھاڑ کر الماری میں رکھتے ہوئے بولی۔

''زری کہاں ہے نظر نہیں آ رہی؟'' انشا نے ایک کتاب اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ارے آپ کو نہیں پتہ..... وہ تو رات کو ماموں جان کے ساتھ لاہور چلی گئی ہیں۔'' معوش کے جواب نے انشا کو واقعی حیران کر دیا۔

''کیا.....؟ وہ لاہور چلی گئی ہے..... اور مجھے ملنا تو دور کی بات بتایا تک نہیں۔'' وہ واقعی صدمے کی کیفیت میں بولی کیوں کہ زندگی میں یہ پہلی بار ہوا تھا کہ زرش نواز نے کوئی کام اس سے پوچھے یا اسے بتائے بغیر کیا تھا پھر کل صبح تک تو اس نے کوئی ذکر نہیں کیا تھا

''وہ دراصل ماموں اسلام آباد سے ضروری میٹنگ کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے، جاتے وقت انہوں نے سوچا کچھ دیر کو بہن اور بھانجیوں سے بھی مل کر جائیں وہ تو تھوڑی دیر کے لیے آئے تھے کہ اچانک زری باجی نے ان کے ساتھ جانے کی ضد کر دی امی اور بابا نے بھی خوش دلی سے اجازت دے دی کیوں زری باجی نے پہلی بار کہیں جانے اور پھر لمبے عرصے رکنے کی بات کی تھی۔''

''کیا مطلب؟ کیا وہ زیادہ عرصہ وہاں رہے گی؟'' انشا کو معوش کی بات نے پریشان کر دیا تھا..... وہ تو زرش سے ضروری بات کرنے آئی تھی۔

''کچھ زیادہ نہیں..... بس عید سے ایک دو روز پہلے گھر آ جائیں گی۔'' معوش نے سرسری انداز میں کہا۔

''عید میں تو ابھی پورا ایک مہینہ اور دس روز باقی ہیں۔''

''آپ پریشان کیوں ہوتی ہیں..... میں ہوں ناں۔'' وہ فلمی انداز میں بولی تو انشا اس کے گال چھو کر صرف مسکرا کر رہ گئی اور پھر کتاب رکھ کر باہر نکل آئی..... اس کا رخ اب میکال کے کمرے کی طرف تھا۔

''کیا.....؟ وہ لاہور چلی گئی ہے۔''

''ہاں..... اور وہ بھی پورے ایک ماہ اور آٹھ دنوں کے لیے اس نے عید سے دو روز پہلے آنے کا کہا ہے۔''

''او مائی گاڈ..... یہ کیا ہو گیا..... اب کیا کریں؟'' وہ بے قراری کی آخری حدوں کو چھونے لگا۔

''اس کے آنے کا انتظار اور کیا کرنا ہے۔'' وہ بے زاری سے بولی اسے زرش کے یوں بتائے بغیر جانے کا بہت افسوس تھا۔

''میں اتنا انتظار نہیں کر سکتا۔'' وہ بے صبری سے بولا۔

''انتظار تو کرنا پڑے گا کزن..... اور پھر مجھے شک ہے کہ کہیں اسے تمہاری اس ''چیپ'' حرکت کا پتہ تو نہیں چل گیا۔''

''کونسی ''چیپ'' حرکت'' وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

''وہی جو تم نے میرے لیے پرپوزل بھیج کر کی ہے۔'' وہ اسے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے بولی۔

''اب کیا ہو گا.....'' وہ یہ بات سن کر مزید پریشانی سے بولا۔

''دیکھتے ہیں..... بہرحال تم پریشان مت ہو، میں کچھ سوچتی ہوں۔'' وہ اس کی پریشان صورت پر نظر ڈالتی باہر نکل گئی۔

□□□

تری خوشی سے مقدم تو کوئی چیز نہیں

ترے بنا ہی گزر جائے، زندگی ہی تو ہے

''تو گویا تم نے مجھے اپنی زندگی سے نکال دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اچھا کیا تم نے میں تھی ہی اسی قابل جو لوگ دستک کا بروقت جواب نہ دیں اس در سے مسافر لوٹ جاتے ہیں۔ کبھی واپس نہ آنے کے لیے اور میں نے بھی تو تمہاری محبت کی دستک پر اپنا دل اور دل کے سب دروازے بند کر رکھے تھے..... تمہیں لوٹنا ہی تھا، یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا..... پھر مجھے کسی پل سکون کیوں نہیں ہے..... شاید اس لیے کہ..... میکال حسن تم نے اپنا سارا درد..... اپنی محبت کی ساری کسک میرے دل میں بھر دی ہے..... تمہارے لیے انشا جیسی اچھی، خیال رکھنے والی لڑکی ہی بہتر ہے..... لیکن میں..... میں اب تمہارے سوا کسی دوسرے شخص کی دستک پر بھی اپنے دل کے بند کواڑ نہیں کھولوں گی..... کیوں کہ میرے دل کے بند کواڑ تمہارے ہی نام سے کھلتے تھے اور اب میں نے انہیں تمہارے ہی نام کا تالا لگا کر بند کر دیا ہے ہمیشہ کے لیے.....''

ہر روز رات کو ڈائری لکھنا اس کا معمول بن چکا تھا اور اس کے اس معمول میں لاہور آنے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں آیا..... وہ پندرہ دنوں سے ماموں کے گھر میں تھی..... اور اس عرصے میں اس نے دو بار گھر فون کیا تھا اور صرف امی سے بات کی تھی..... اس نے یہاں آتے ہی اپنا سیل فون بند کر دیا تھا..... انشا اسے بار بار فون کرتی لیکن مسلسل اس کا نمبر بند ملتا تین بار تو انشا نے اس کے ماموں کے نمبر پر بھی کیا لیکن اس وقت اتفاقاً وہ گھر پر موجود نہ ہوتی تھی ماموں اور ممانی کی دو ہی اولادیں تھیں ایک بیٹی اور ایک بیٹا..... دونوں کی عمروں میں اور زرش کی عمر میں بہت فرق تھا..... وہ دونوں اپنی فیملیوں میں یا پھر اپنے ہوم ورک میں بزی رہتے..... ممانی کا سوشل ورک ہی ختم ہونے میں نہ آتا وہ ہر وقت گھر سے باہر کسی پارٹی میں یا پھر کسی سیمینار میں مصروف رہتیں..... جب کہ ماموں اپنے بزنس کی مصروفیات میں مصروف رہتے وہ اتنے بڑے گھر میں بولائی بولائی سی پھرتی رہتی..... اسے اپنے گھر کی رونقیں یاد آتیں اور اس کا دل چاہتا وہ اپنے گھر اڑ کر پہنچ جائے..... لیکن وہ وہاں جا کر اپنی آنکھوں سے میکال اور انشا کے بارے میں ان کی شادی یا منگنی کی باتیں نہیں سن سکتی تھی وہ کچھ عرصہ خود کو سنبھالنے کے لیے لینا چاہتی تھی، سب کے سامنے وہ اپنا آپ عیاں نہیں کر سکتی اسے اپنے لیے کچھ ضروری چیزوں کی خریداری کرنی تھی وہ بازار جانے کے لیے تیار ہوئی تو ممانی نے بھی اپنی ضروری اشیا کی لسٹ اسے تھما دی لسٹ اچھی خاصی بڑی تھی، ممانی کے معیار اور پسند کے مطابق خریداری کرتے کرتے اسے اچھی خاصی دیر ہو گئی تھی اس کی اپنی تو چند ہی چیزیں تھیں، جو اس نے ممانی کی خریداری مکمل کرنے کے بعد دس منٹ میں لے لیں..... وہ صبح دس بجے کی گھر سے نکلی ہوئی تھی..... وقت دیکھا تو تین بج رہے تھے..... بھوک بھی اسے شدت کی لگ رہی تھی اس نے سوچا بازار میں کھانے سے بہتر ہے گھر جا کر ہی کھانا کھایا جائے..... ویسے بھی اتنی ساری شاپنگ کے ساتھ اسے کسی ہوٹل میں جانا مناسب نہیں لگا..... اس نے تھکی سی روٹی اور مطلوبہ کھانا لیا..... بس سمجھانے لگی..... تھکی ڈرائیو رشاہد ان علاقوں سے اتنی طرح واقف تھا جتنی وہ ماموں کے گھر پہنچ گئی تھی..... باہر گیراج میں کھڑی نئی چمچماتی بلیک کلر کی گاڑی نے سب سے پہلے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ''ہوں لگتا ہے ماموں کے کوئی ملنے والے آئے ہیں۔'' وہ اندازے لگاتی لاؤنج میں داخل ہوئی اور پھر جیسے اس کے قدم وہیں کسی نادیدہ قوت نے جکڑ لیے اندر کا منظر اس کے لیے واقعی انتہائی حیرت انگیز تھا وہ تین دو افراد سے بھانجی اسلام آباد سے لاہور آکر سیٹ ہو گئی تھی وہ دونوں سامنے رکھے صوفوں پر براجمان تھے ممانی اور ملازم لڑکا انہیں چائے سرو کر رہے تھے انشا کی نظر اچانک ہی گم صم کھڑی زرش پر پڑی، وہ تو پرجوش ہو کر تقریباً چلاتی ہوئی اٹھ کر اس کی طرف بڑھی۔

''بے وفا لڑکی..... کہاں گم ہو گئی ہو..... دیکھ لو ہم نے آخر تمہیں ڈھونڈ نکالا ناں۔'' وہ اس کے ساتھ لپٹ کر اس کے گالوں پر چٹاخ چٹاخ بوسے دیتی ہوئی بولی تو زرش نواز کو خواہ مخواہ شرمندگی سی محسوس ہونے لگی..... انشا کا والہانہ پن اسے دل ہی دل میں مزید شرمندہ کر گیا کیوں کہ وہ تو اب یہی سوچتی تھی کہ انشا اس کی عزیز ترین کزن اور دوست ہونے کے باوجود اب اس کی رقیب بھی بن گئی ہے، وہ اس کی خوش قسمتی پر رشک کرنے لگی تھی۔

''اب کیا محترمہ کومے میں چلی گئی ہیں.....؟'' وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر بولی تو زرش ایک دم جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹ آئی۔

''ہاں..... ہاں میں ٹھیک ہوں..... تم کیسی ہو، گھر میں سب خیریت ہے ناں۔''

''میں بالکل ٹھیک ہوں اور گھر میں بھی سب خیریت کے ساتھ ہیں..... تم جیسی بے وفا لڑکی سے تو بات بھی نہیں کرنی چاہیے..... لیکن کیا کریں، محبت جو کرتے ہیں تم سے۔'' انشا بولتے بولتے آخری جملہ معنی خیز انداز میں کہنے لگی اور ساتھ ہی پیچھے بیٹھے ہوئے میکال حسن کی طرف مسکرا کر دیکھا..... زرش نے اس کے تعاقب میں میکال کی طرف دیکھا تو وہ اسے ہی گہری نظروں سے دیکھتا ہوا مسکرا رہا تھا..... زرش کو اپنے دل کی دھڑکن تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوئی..... دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو سرزنش کی ''یہ شخص اب کسی اور کا ہے'' اور اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے دھیرے سے سلام کیا اور پوچھا..... ''آپ کیسے ہیں میکال؟'' وہ اس کے طرز تخاطب پر مسکرا کر رہ گیا۔

''دیکھ لو..... میں تو بالکل ٹھیک ہوں..... البتہ..... تم کچھ کمزور لگ رہی ہو۔'' وہ دل کی بات زبان تک لانے میں دیر کہاں کرتا تھا..... اس کی اڑی اڑی رنگت اور کچھ کمزور سے وجود کو دیکھ کر بولا۔

''آپ کی نظر کا دھوکا ہے..... میں خیریت سے ہوں.....'' وہ جلدی سے کہہ کر پھر انشا کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ''تم نے بتایا ہی نہیں اور اچانک آ گئیں۔''

''ہاں میں نے بھی تمہارے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے تم کون سا بتا کر آئی تھیں کہ تم لاہور جا رہی ہو..... وہ بھی اتنے لمبے عرصے کے لیے.....؟'' انشا کا لہجہ پر شکوہ تھا۔

''وہ..... میں اچانک ہی پروگرام بن گیا..... ماموں جان تھوڑی دیر کے لیے ہماری طرف گئے تھے اور میں..... ان کے ساتھ ہی آ گئی، جلدی میں مل ہی نہ سکی۔'' وہ مسلسل میکال حسن سے نظریں چراتی انشا کو تفصیلات بتانے لگی۔

''اور تمہارا سیل نمبر کیوں بند تھا.....؟'' انشا تو ممانی کے سامنے ہی سارے حساب کتاب چکانے جا رہی تھی۔

''وہ..... وہ..... ہاں میری سم گم ہو گئی تھی..... میں نے نئی لی ہی نہیں سوچا گھر جا کر ہی لوں گی۔'' اس نے صاف جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"زرش بیٹا! کھانا لگ چکا ہے تم بھی منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ اور اپنے کزنز کا ساتھ دو کھانے میں، میں اور بچے تو کھانا کھا چکے ہیں۔" ممانی نے کہا تو اس نے سکون کا سانس لیا کہ کم از کم انشا کی تفتیش تو ختم ہوئی ..... وہ "جی اچھا" کہہ کر اٹھ کر اپنے موجودہ کمرے کی طرف بڑھ گئی تاکہ فریش ہو کر آسکے۔ اسے اپنے پیچھے کچھ گہری نظروں سے جائزہ لیتا شدت سے محسوس ہوا وہ مڑے بغیر کمرے میں داخل ہو گئی۔

"اوہ ..... تو مسٹر میکال حسن ..... اب تم انشا کے ساتھ میرے سامنے آ کر میرا دل جلانے آئے ہو ..... منگنی تو یقیناً ہو چکی ہو گی ..... تبھی تو دونوں کتنے خوش اور مطمئن نظر آ رہے ہیں میکال کے چہرے پر ذرا سا بھی دکھ یا ملال نہیں ہے مجھے کھو دینے کا اور میں یہاں پاگل بنی بیٹھی ہوں" وہ سوچ رہی تھی اور آنسو اچانک ہی پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے تھے۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں کوئی فرق نہیں ہوا، مجھ سے بچھڑ کر تم اگر خوش رہ سکتے ہو تو تو پھر ٹھیک ہے اب میں بھی تمہیں خوش رہ کر دکھاؤں گی اگر تم میرے بغیر رہ سکتے ہو تو ..... تو میکال حسن ..... میں بھی رہ لوں گی ....." وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھی ..... پھر اس نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے اور واش روم میں گھس کر زور زور سے منہ پر چھینٹے مارنے لگی ..... اب اس کے ذہن میں صرف ایک ہی سوچ، ایک ہی بات ٹھہر گئی تھی "یہ لوگ یقیناً مجھے اپنی منگنی یا پھر ..... شادی کی دعوت دینے آئے ہیں ..... میں بھی ان پر اپنے دل کا درد ظاہر کیے بغیر ان کی خوشی میں خوش نظر آؤں گی ....." وہ اپنے ارادوں کو باندھتی اور بے ربط سوچوں میں گم باہر نکل آئی ..... آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے بالوں پر ہلکا سا برش کر کے دوپٹہ شانوں پر سلیقے سے ڈال کر اس نے باہر جانے کے لیے قدم بڑھا دیے ..... البتہ اس کی آنکھوں کی سرخی ..... کسی انہونی کے ہو جانے کا انکشاف کر رہی تھی جس سے وہ بے خبر تھی، اسے باہر نکلتے دیکھ کر میکال اور انشا چونک سے گئے تھے۔

"آ نہیں ..... کھانا کھاتے ہیں ..... دراصل صبح سے میں بازار گئی ہوئی تھی ..... بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔" وہ خوش دلی سے بولی حالاں کہ اس کا چہرہ اس کے لفظوں کا قطعی ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

پھر کھانے کے دوران بھی وہ خوش ہونے کی غیر شعوری طور پر ناکام کوشش کرتی رہی کبھی انشا کے ساتھ پرانے کسی واقعے پر بات شروع کر دیتی اور بلا وجہ ہنستی جاتی اور کبھی لاہور آنے کے بعد کے فرضی قصے سنانے لگتی اس کا بات بے بات قہقہے لگانا لیکن اس کی آنکھوں کا نم ہونا میکال حسن کی نظروں سے زیادہ دیر چھپا نہیں رہ سکا ..... وہ اسے خود سے بھی بڑھ کر ٹوٹی ہوئی، بکھری ہوئی سی لگی ..... اس کا دل بے حد بے قرار سا ہو گیا ..... آخر وہ اس کی پہلی اور آخری محبت تھی ..... جسے انجانے میں وہ بدگمان کر چکا تھا ..... اس کا دل یک دم کھانے سے اچاٹ ہو گیا۔

"ارے یہ کیا ..... آپ نے تو بہت کم کھانا کھایا ہے ..... اور لیں ناں۔" وہ اسے ادب آداب سے بلاتی ہوئی اجنبی سی لگ رہی تھی، اس کا دل چاہا، وہ اسے ویسے ہی بے تکلفی سے مخاطب کرے جیسے پہلے کیا کرتی تھی۔

"مجھے اتنی ہی بھوک تھی۔" اس نے مختصر سا جواب دیا ..... لیکن اس کے لہجے میں جانے کیا تھا اور اس کی کھوجتی، گہری نظروں میں جانے کیسی تپش تھی کہ زرش نواز کو اپنا نوالہ گلے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا، اس کا دل چاہا وہ اس شخص کی نظروں سے کہیں دور چلی جائے، جو اسے ایک نظر دیکھ کر ہی کمزور کرنے لگتا تھا .....

شام رات میں ڈھل کر گہری ہو چکی تھی ..... وسیع و عریض لان میں لگے پھولوں کی مہک چہار سو بکھرے ہوئے ماحول کو خوابناک سا بنا رہی تھی ..... اس کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے اور ان آنسوؤں میں میکال حسن کو اپنا تن من ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ..... اس نے آہستگی سے زرش نواز کے کانپتے، لرزتے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا۔

"میں تم سے بہت معذرت چاہتا ہوں زرش پلیز مجھے معاف کر دو، میں نے انجانے میں تمہیں بہت دکھ دیا۔"

"دکھ تو ..... میں نے بھی دیا تھا ناں ..... آپ نے بدلہ لے لیا۔" وہ روتے روتے بولی۔

"محبت میں بدلہ لینے کا تو تصور بھی گناہ ہے ..... میں بھلا ایسا کیسے کر سکتا تھا ..... میں تو ..... میں تو صرف تمہیں بھلانے کی خاطر ..... کسی طرح تمہاری محبت کو اپنے دل سے نکالنے کی خاطر نئی راہیں تلاش کر رہا تھا ..... لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ جس محبت کا پودا، تناور درخت بن کر میرے دل کی آنکھوں میں اپنی جڑیں پھیلا چکا ہے، وہی محبت تمہاری رگوں میں بھی خون بن کر سرایت کر گئی ہے ..... اگر تم مجھے بتا دیتیں تو میں کبھی انشا کے لیے پرپوزل نہ بھیجتا ....."

"محبت کہہ کر محسوس کیا جاتا ہے میکال ..... یہ کوئی بتانے والا جذبہ تھوڑی ہے۔" اس کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھ کر اس نے کہا تو میکال حسن جیسے لمبے چوڑے مرد نے یک دم اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ لیے۔

"میں جانتا ہوں میں غلطی پر تھا ..... کیا اب بھی مجھے معافی نہیں ملے گی۔" وہ اس کے بندھے ہاتھوں کو یک دم اپنے ہاتھوں سے کھولتے ہوئے بولی۔

"پلیز میکال ..... مجھے شرمندہ نہ کریں ..... آپ نے تو جو کیا شاید ٹھیک کیا لیکن میں نے بھی تو آپ کے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا تھا ..... آپ کو موت کے منہ میں پہنچانے کی ذمہ دار میں تھی پلیز آپ مجھے بھی معاف کر دیں نہیں تو یہ کسک مجھے جینے نہیں دے گی۔" وہ اپنی غلطی پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے روتے ہوئے بولی تو میکال کو وہ معصوم سے چہرے پہ آنسو صاف کرتی شرمندہ شرمندہ سی دل کے پاس لگی۔

"تب بھی قصور تمہارا نہیں تھا ..... میں ہی جذباتی ہو گیا تھا اور تمہیں تو پتہ ہے جذبات میں آ کر میں "کچھ" بھی کر سکتا ہوں۔" آخر میں اس کا شرارتی لہجہ زرش کو چونکا گیا وہ روئی روئی آنکھیں لیے اسے حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم اس وقت بہت پیاری لگ رہی ہو اگر میں جذباتی ہو گیا اور ....." وہ اس کی شرارت سمجھ کر اسے مصنوعی انداز میں گھور کر بولی۔

"تم بھی ناں ..... بالکل پاگل ہو۔"

"یہ ہوئی ناں بات۔" میکال کا قہقہہ اسے پھر بوکھلا کر رکھ گیا۔

"اب کیا ہوا ؟"

"جب سے میں آیا ہوں ..... تم مسلسل غیریت برتنے والے انداز میں مجھے "آپ" کر کے مخاطب کر رہی تھیں اور ابھی تمہارے "تم" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اور میرے بیچ کھڑی اجنبیت کی دیوار توڑ دی ہے، ہے ناں۔"

"ہاں ....." وہ اس کی بات پر غور کرتی، اس کی بات تسلیم کر کے سکون سے بولی۔

"اور ..... رہی بیوقوفوں کی اولاد ..... انکل اور آنٹی کی بات، تو تم دونوں کی گمشدگی کے بارے میں دریافت کر چکے ہیں، کچھ ہی دیر میں وہ تھانے میں گمشدگی کی رپورٹ کروانے والے ہیں ..... یہ ڈائیلاگ تھوڑی دیر کے لیے اٹھا رکھو ..... اور اب اندر چلو۔" کہاں تک ہی انشا کی دھماکے دار آواز نے دونوں کو چونکا کر رکھ دیا۔

"تم چھوٹی ربیعہ کی جانشین بننے کی کوشش نہ کرو ..... جاؤ اپنا کام کرو، ہم کچھ دیر بعد آتے ہیں۔" میکال نے اسے چڑانے والے انداز میں کہا تو وہ واقعی چڑ گئی۔

"اچھا جی ..... تو ابھی سے گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیا ..... یاد رکھو کزن منگنی کی شاپنگ ..... کر لیتا ..... چلیں ٹھیک ہے ..... تمہارے ساتھ ان کی تو ساری شاپنگ اپنی کرواؤں گی ..... ایک دھیلے کی چیز تم دونوں کو لینے نہیں دوں گی۔" اس کی معصومانہ دھمکی پر میکال نے ایک جاندار قہقہہ لگایا جبکہ زرش کو ایک بار پھر اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہ حیرانی سے بولی۔

"منگنی کس کی منگنی؟"

"ظاہر ہے تمہاری اور میکال کی منگنی اور کس کی۔" انشا نے فوراً ہی اس کی پریشانی ختم کی تو وہ حیران حیران نظروں سے میکال کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے۔"

"بھئی یہ محترمہ بڑی خاصے کی چیز ہیں ..... انہوں نے اپنے "شیطانی دماغ" سے ایسی سیاست چلی کہ گھر کے سب بڑے اس بات پر متفق ہو گئے کہ ہم دونوں کو ایک کر دیا جائے۔"

"تم ..... تم بہت احسان فراموش ہو ..... تم نے میرے دماغ کو جینئس کہنے کے بجائے "شیطانی دماغ" کہا۔" انشا کھول کر رہ گئی۔

"او ..... سوری کزن ..... معاف کر دو ....." وہ ایک دم کان پکڑتے ہوئے بولا .....

"اوکے، او کے ..... معاف کیا، کیا یاد کرو گے، کس سخی سے پالا پڑا ہے۔ اب جلدی سے اٹھ کر اندر آ جاؤ ..... ورنہ ..... انکل اور آنٹی سے چھترول لگواؤں گی۔" وہ انہیں دھمکیاں دیتی اندر چلی گئی۔ زرش کو قسمت کے اس عجیب موڑ پر اپنی خوش قسمتی پر ناز سا ہونے لگا تھا .....

"ارے ..... کیا سوچ رہی ہو؟" وہ اس کے ہاتھ کو دوبارہ اپنے ہاتھ میں لے کر بولا تو وہ چونکی۔

"میں سوچ رہی ہوں میکال ..... محبت ..... کیسی عجیب شے ہے، اپنا آپ منوا کر چھوڑتی ہے ..... ہر جذبے پر حاوی جذبہ، جو ایک نہ ایک دن اپنے سامنے سب کو سرنگوں کر دیتا ہے۔" وہ بے خودی بول رہی تھی۔

"تو پھر اعتراف کرو ناں ..... کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے" وہ اس کی زبان سے اعتراف سننا چاہتا تھا۔

"ہاں ..... مجھے ..... تم سے محبت ہے ..... میں جس محبت سے بھاگا کرتی تھی، وہ محبت ..... ہو گئی آخر۔" اس نے میکال کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے مدہوش سے لہجے میں اپنی محبت کا اعتراف کر لیا ..... دونوں کے چہروں پر پرسکون مسکراہٹ احاطہ کر چکی تھی۔

لان میں کھلے ہوئے پھولوں کی مہک اب مزید بڑھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اب پھولوں کی مہک میں "محبت" کی انمول اور دلکش خوشبو بھی شامل ہو گئی تھی۔